حافظ محمد اقبال رنگونی ۔ مانچسٹر

اسلام کی جدید تشریح کے شیدائی

بحث و تنقید کا نیا اسلوب اور فکر و تخیل کے نئے زاویے

اس دور پرفتن میں اکابرین ملت اور اساطین امت کے بارے میں زہر فشانی اور ان کے خلاف بدگمانی و بد زبانی نے ایک فیشن کی صورت اختیار کرلی ہے ۔ نئی تحقیق کے مدعی اور نئی روشنی سے مرعوب رہنما اور مفکرین سارا زور اسی پر صرف کر رہے ہیں کہ موجودہ دور کے مسلمانوں کو جس طرح بھی ہو پائے اپنے اسلاف سے بدگمان کردیا جائے ہر نیا محقق اور مفکر یہی صدا لگا رہا ہے کہ اکابرین سلف نے وقت کے تقاضوں کو نہ سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی ۔ بس وہ اسی بات پر اپنی محنت اور صلاحیتیں خرچ کرتے رہے کہ دین کا تحفظ کس طرح کیا جائے اور نقل و روایات اور عقائد و نظریات کے گرد کس طرح پہرہ بٹھایا جائے ۔ اس کے سوا ان حضرات نے اور کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔ نہ انہوں نے موجودہ دور کی بدلتی ہوئی صورت حال پر نظر کی اور نہ اس کی کوئی فکر کی ۔

یہ بات کون کہہ رہے ہیں ؟ وہی جو خود کسی مثبت کردار میں قوم کی کوئی خدمت نہیں کرسکے ۔ اکابرین سلف کے خلاف یہ گندا لاوا کہاں سے آ رہا ہے ؟ یہ ان لوگوں کا غیظ و غصہ ہے نہ جو نہ علماء کی دینی قیادت برداشت کرسکے اور نہ اس کے مقابل قوم کو کوئی اور دینی قیادت دے سکے ۔ پھر یہ کہ اسلاف نے دین کا جو تحفظاتی کام کیا افسوس کہ وہ بھی انہیں گوارا نہ ہو سکا۔ اور اس اہم خدمت کو معمولی بنانے اور بے فائدہ قرار دینے کی جو ممکن اور ناممکن راہ انہیں مل سکی وہ اسے کھونا قوم کی بہت بڑی خدمت سمجھتے رہے ۔

موجودہ دور کے ایک مفکر مولانا وحید الدین خاں جنہیں دینی راہنمائی کرتے نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے اور اس دوران وہ ایک فکری کام کے سوا اسلام کا کوئی تعمیری کام نہیں کر پائے وہ اپنے عمر بھر کے افکار کا ملبہ امام الہند حضرت مولانا الشاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ پر جس بھونڈے انداز میں پھینک رہے ہیں وہ قابل افسوس ہی نہیں قابل صد مذمت بھی ہے ۔ موصوف اپنے ” الرسالہ “ کے خصوصی شمارے میں لکھتے ہیں ۔

آخری نتیجہ کے اعتبار سے دیکھئے تو یہ واقعہ شاہ ولی اللہ کے کارنامہ کے خانہ میں درج کرنے کے بجائے اس قابل نظر آئے گا کہ اس کو ان کی بے بصیرتی کے خانہ میں لکھا جائے (جولائی ۹۳ء صـ۱۷)

اس سے قبل آپ یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ ۔

اس قسم کے مختلف کام (قرآن کا فارسی میں ترجمہ کرنا۔ مدرسہ قائم کرنا اور دوسری خدمات دینیہ وغیرہ) جو شاہ ولی اللہ نے انجام دیئے وہ سب اپنی نوعیت کے اعتبار سے تحفظاتی کام ہیں نہ کہ قائدانہ کام ــــ ان کی تصنیف حجۃ اللہ البالغہ قائدانہ نوعیت کی ایک خدمت قرار دی جا سکتی بشرطیکہ وہ اسم بامسمی ہوتی ــــ شاہ صاحب کی یہ کتاب اپنے اسلوب کے اعتبار سے دین الہٰی کی صرف تقلیدی تبیین ہے وہ دین الہٰی کی عقلی تبیین نہیں (ایضاً ص۱۲)

مولانا وحیدالدین خان حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے اس لیے ناراض ہیں کہ آپ نے اسلام کی وہ تشریح کیوں نہ کی جو جدید ذہنوں کے معیار پر پوری اترے اس کے بجائے آپ تقلیدی تشریح ہی کیوں کرتے رہے۔ آپ کا اسلام کی تقلیدی تشریح کرنا بتلاتا ہے کہ آپ ان عالمی تبدیلیوں سے یکسر بے خبر تھے (دیکھئے ص۱۶) پھر آپ کا سلطنت کے سامنے جہاد بالسیف کی تقریر ایسا ہی ہے جیسے مردہ لاشوں کے سامنے رجز پڑھنا (ص۱۷)

مولانا وحیدالدین خان نے الرسالہ کے انہی صفحات میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی۔ حضرت شیخ سید احمد بریلویؒ، حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ اور آزادی ہند کی تحریک کے رہنماؤں کو بھی اپنے طنز و تبصرہ کا نشانہ بنایا ہے کہ یہ حضرات انگریزی اقتدار کے کیوں مخالف رہنے؟ اور کیوں ان کے خلاف میدان عمل میں اتر آئے تھے۔ اور انہوں نے کیوں ان کے خلاف قائدانہ کردار ادا کیا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک موصوف کے نزدیک باغیانہ تحریک تھی اور ان کے قائدین علماء کو موصوف باغی سمجھتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔

اس وقت کے علماء جو اس بغاوت میں قائدانہ کردار ادا کر رہے تھے۔ (ص۲۰)

باغی کون ہوتا ہے؟ جو دوسرے کی سلطنت دبائے اپنے ملک کو واپس لینے کی جدوجہد کو بغاوت کہنا جدید ذہن کی ہی ہمت ہو سکتی ہے علمی دنیا میں اسے کہیں تائید نہیں مل سکتی۔

کیا یہی وہ آواز نہیں جو متحدہ ہندوستان میں انگریز لگا رہے تھے اور کیا یہ وہ انداز نہیں جو سر سید احمد خاں صاحب اور مولوی چراغ علی صاحب نے اپنایا ہوا تھا۔ اس کے باوجود انہیں کوئی کامیابی نہ ہو سکی تھی علماء نے قائدانہ کردار ادا کیا اور انگریز سامراج کے خلاف وہ نفرت پھیلائی کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد انگریز بین الاقوامی دباؤ کے تحت اپنے کل نو آبادیات کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے یہ ایسا قائدانہ کردار تھا کہ انگریزی اقتدار بالآخر ختم ہو کر رہا ــــ جو ہونا تھا ہو گیا جانے والے چلے بھی گئے معلوم نہیں اب مولانا وحیدالدین خان صاحب اس جہاد کو بغاوت اور مجاہدین کو باغی کہہ کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اور دیگر اکابرین نے اپنے اپنے وقت میں قائدانہ کردار ادا کیا یا نہیں ہم اس بحث میں الجھے بغیر یہ پوچھنا چاہیں گے کہ دین کا تحفظ اور عقائد و نظریات کے گرد ایک مضبوط حصار قائم کرنا کیا یہ کوئی کم خدمت ہے ؟

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کوشش تھی کہ دین الٰہی کا تحفظ اور اس کی تبیین اسی طرح ہونی چاہیئے جو اپنے اسلاف سے چلی آرہی ہے ۔ حضرات خلفائے راشدین ، ائمہ مجتہدین اور اساطین دین نے دین کی جو تشریح و تبیین کی ظاہر ہے کہ وہی دراصل منشاء الٰہی ہے اس لیے کہ قرآن و حدیث کے مفاہیم و معانی انہوں نے براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے اخذ کیے تھے اور بعد والوں نے اصحاب رسول سے دین الٰہی کی تشریح معلوم کی اور خلف نے سلف سے جو کچھ لیا وہی بغیر کسی کمی بیشی تغیر و تبدل کے آگے پہنچا دیا ۔

عقل و فلسفہ کی روشنی میں دین الٰہی کی تبیین کا دعویٰ خود حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی نہیں فرمایا آپ کے نزدیک دین کی وہی تعبیر و تاویل حق تھی جو حضرات خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین سے مروی ہو اور جو شخص اس اصل سے ہٹ کر محض عقل و فلسفہ کی روشنی میں دین الٰہی کی تبیین کرے گا وہ مرادات الٰہی پانے کا دعویٰ کرے تو اس کا یہ دعویٰ ہرگز قابل تسلیم نہ ہو سکے گا ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے اس کی کوشش کی کہ خلافت راشدہ کی صحت کو ہی مشکوک بنا دیا جائے اور دین الٰہی کی تبیین و تشریح میں صحابہ کرام کی ذوات مقدسہ کو حجت نہ سمجھا جائے تاکہ دین کی تشریح و تبیین من مانی انداز میں کی جا سکے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس پر سخت گرفت فرمائی اور بتلایا کہ جو لوگ اس اصل کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اپنے اسلاف سے بے گانہ ہو رہے ہیں ان کی ان سے بدگمان کی فضا پیدا کرنا درحقیقت تمام فنون دینیہ کو منہدم کرنا ہے ۔

آپ لکھتے ہیں ۔

ہر کہ شکستن ایں اصل سعی می کند بحقیقت ہدم جمیع فنون دینیہ می خواہد

(ازالۃ الخفاء جلد ۱ صلہ)

ترجمہ ، جو شخص بھی اس اصل کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے وہ حقیقت میں تمام فنون دینیہ کو گرانا چاہتا ہے ۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ دین کی تبیین و تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہے ۔ صحابہ کرامؓ فرق باطلہ کے مقابلے پر اسی تبیین کو لے کر گئے تھے ۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے خوارج سے مناظرہ کرنے کے لیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھیجا تو آپ نے صاف فرما دیا تھا کہ ان کے سامنے قرآن سے استدلال نہ کرنا سنت سے استدلال کرنا یہ وہ راہ ہے جس سے وہ بھاگ نہ سکیں گے ۔ ظاہر ہے کہ وہ دور بھی کسی نہ کسی درجے

میں جدید ہی تھا ۔ مگر ان اکابرین نے دین کی محض عقلی تبیین نہیں کی نقل و روایات کو ہمیشہ اولیت دی ۔ اور جن لوگوں نے نقل و روایات کے بجائے محض اور محض عقل و فلسفہ کا دامن تھا ما تھا انہوں نے اسلام کی کئی ایسی بنیادوں کا انکار کر دیا جو ان کے خیال میں عقل و فلسفہ کے ترازو پر نہ تل سکتی تھیں ۔ سرسید احمد خاں اور مولوی چراغ علی اور اس قسم کے جدید مفکروں نے مرادات الٰہی کی جو غلط "تاویلات" کیں اور قرآن و حدیث میں تاویل و تحریف کی جو روش اپنائی اس پر آج مسلمانوں کی گردنیں ندامت سے جھک جاتی ہیں ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی دور رس نگاہ دیکھ رہی تھی کہ دین الٰہی کا تحفظ اگر تقلیدی تشریح کے طور پر نہ کیا جائے تو وقت آنے پر اسلام کی بنیادوں میں تاویل و تشکیک کے زہریلے کانٹے بری طرح بکھیر دیئے جائیں گے سو آپ نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھا اور ہندوستان میں دین الٰہی کے تحفظ کی سعادت حاصل کی ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے دور سے کون ناواقف ہوگا ۔ یہ وہ وقت ہے جب ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت رو بہ زوال تھی ۔ داخلی و خارجی دائروں میں اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف سازشیں پورے عروج پر تھیں ۔ اسلامی ممالک کی حالت خستہ تھی اور یورپ کا مرد بیمار انگریزوں کے حملے کی زد میں تھا ۔ خود ہندوستان میں مسلم معاشرہ شرک و بدعات غلط خیالات و توہمات کی آماجگاہ بن چکا تھا اور ہندوؤں کے بہت سے رسوم و عادات نے جگہ پالی تھی ۔ قرآن و سنت سے بے رغبتی اور اس کی عدم اشاعت عام تھی ، عام علماء غفلت کا شکار تھے اور اسلامی حکومت آرام طلب شہزادوں کی آرام گاہ تھی ، ابو الفضل اور فیضی کے جانشین علماء علوم حکمت میں مصروف و مشغول تھے اور مسلم معاشرہ کی اس زبوں حالی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کیے ہوئے تھے ۔ وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ یہ حالت مسلم معاشرہ کو آخر کہاں لا کھڑا کر دے گی ۔ عقل و فلسفہ کے پرستار انہیں اپنے اسلاف سے وابستہ رکھنے کے بجائے جدید انداز کو اپنانے کی دعوت دے رہے تھے اور امت مسلمہ اسلامی عقائد و نظریات سے بالکل خالی ہوتی جا رہی تھی ۔ اس اہم اور نازک موڑ پر امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے دین الٰہی کا جس طرح تحفظ کیا اور اس کی اشاعت میں جو خدمت کی اور اہل اسلام کو اپنے اسلاف سے وابستہ کرنے کی جو کامیاب محنت کی کوئی صاحبِ علم اس کا انکار نہیں کر سکتا یہاں تک کہ انہیں بارہویں صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ۔ اور جن لوگوں نے اس سے اتفاق نہ کیا بے چارے اب تک بطور مجدد کوئی دوسرا امام سامنے نہ لا سکے ۔

مولانا حالی نے سچ کہا ہے ۔

آج جس دولت کا بازار جہاں میں کال ہے　　　　تیرا قبرستان اس دولت سے مالا مال ہے

استاد محترم مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ

ہندوستان میں اورنگ زیب عالمگیرؒ کے بعد مسلمانوں کی سلطنت زوال کی طرف جا رہی تھی اور جو مسلم حکمران خود مختار ہو گئے تھے وہ بھی آہستہ آہستہ انحطاط کا شکار ہو رہے تھے۔ مغل تاج برائے نام رہ گیا تھا اور انگریز ہر سمت پھیل رہے تھے۔ بہت سے والیان ریاست نے محض اس لیے کہ ان کے اسباب عیش و عشرت باقی رہیں۔ اقتدار کی چوکھٹ پر سر رکھ دیا تھا اور مسلمان اپنی روایات سے بہت دور چلے گئے تھے۔ جن مسلم قوتوں نے اس بجھتے ہوئے چراغ میں اپنا خون جلایا ان میں سلطان ٹیپو امید کی آخری کرن تھے۔ ان کے بعد کوئی مسلم سلطنت ایسی نہ رہی تھی جس میں قوم کی عظمت رفتہ کی کوئی جھلک باقی ہو۔ مسلمانوں پر یاس طاری تھا اور غیر مسلموں کا اقتدار سیلاب کی طرح بڑھ رہا تھا پنجاب سکھوں کو مل گیا تھا اور وسط ہند میں مرہٹے اپنا کام کر رہے تھے۔

مسلم زوال کے انہی کھنڈرات میں ایک عظیم شخصیت ابھری جس نے قوم کی نبض پر ہاتھ رکھا قوموں کے عروج و زوال پر عبرت خیز بحث کی اور قوم کو اس محبت خداوندی کا درس دیا جو پوری ہو کر رہتی ہے ـــــ یہ بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) اللہ البالغہ کے مصنف تھے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے علوم و معارف کی تجدید و تدوین سے مسلمانوں کے تن مردہ میں زندگی کی روح پھونکی سیاسی تنزل کے دور میں علم و فکر کا تحفظ کیا اور ظلمت کدۂ ہند میں علم و فضل کے وہ چراغ روشن کیے جن کی تابانی آج بھی قوم کو روشنی بخش رہی ہے۔ سیاسی زوال کے دور میں اسلامی عقائد اور مسلم روایات کا تحفظ ایک ایسی زمین تھی جس پر آئندہ قصر آزادی کی بقاء رکھی جا سکتی تھی یہ حضرت شاہ صاحبؒ کی فکر تھی جو پہلے بالاکوٹ میں عمل بن کر ابھری اور یہی وہ روح عمل تھی جس نے ۱۸۵۷ء کے تاریک خاکے میں رنگ بھرا۔ کبھی یہ روح عمل تحریک خلافت میں تڑپی اور جو چراغ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے جلائے تھے وہ آئندہ آنے والی آزادی کی ہر تحریک میں اپنے خون کا رنگ بھرتے رہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(شاہ اسماعیل شہیدؒ ص ۱۲)

مولانا وحید الدین خان صاحب اگر مذکورہ تحریر سے متفق نہ ہوں تو انہیں کم از کم اپنے سابق امیر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی اس تحریر سے تو ضرور اتفاق کرنا چاہیئے تھا کہ

مجدد کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان کے سامنے تعمیر نو کا ایک نقشہ واضح صورت میں پیش کرے تاکہ حالت موجودہ کو جس حالت سے بدلنا مطلوب ہے اس پر وہ اپنی نظر جما سکیں اور اپنی تمام سعی و عمل کو اسی سمت میں مرکوز کر دیں یہ تعمیری کام بھی شاہ صاحبؒ نے

اس خوبی اور جامعیت کے ساتھ انجام دے دیا ہے۔ (الفرقان لکھنؤ شاہ ولی اللہ نمبر ص۱۰۲)

اس تفصیل کی روشنی میں یہ کہنا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے صرف تحفظاتی کام کیا کوئی قائدانہ کردار ادا نہیں کیا بہ خود انہی لوگوں کا کام ہوسکتا ہے جن کے اپنے قدم قیادت میں آتے لڑکھڑاتے ہوں۔ معرکہ بالاکوٹ ہو یا تحریک ریشمی رومال یا تحریک خلافت۔ ان تاریخی معرکوں کی اساس وہی تحفظاتی کام ہے جس کی بنیادیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے پہلے مہیا کردی تھیں اور ان تاریخی معرکوں کے رہنماؤں نے اس کا کھلے دل سے اعتراف بھی کیا ہے۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ کے قائدانہ کردار کو خراج تحسین بھی پیش کیا ہے۔ تحریک آزادی ہند کے عظیم رہنما اور اس تحریک کے ممتاز قافلہ سالار حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

سرزمین ہند میں اگر صرف وہی پیدا ہوتے تو ہندوستان کے لیے یہی فخر کافی تھا (الفرقان نمبر ص۲۶)

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے نظریات اور آپ کے انداز سے کسی کو کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو لیکن اس بات سے کسی کو اختلاف نہ ہوگا کہ آپ ایک جدید پیرا اور انداز فکر رکھتے تھے۔ اور یہ بات بھی ہر خاص و عام جانتا ہے کہ مولانا سندھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے حد درجہ متاثر تھے اور انہی کے بنائے ہوئے خاکوں میں رنگ بھرنے بعد میں آنے والے جملہ قائدین انہی کے خطوط پر اپنی تحریک استوار کرتے رہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے قائدانہ کردار ادا نہ کیا تھا اور مولانا وحیدالدین خان صاحب کے بقول آپ اگر اس قدر بے بصیرت تھے تو ان تاریخی اہمیت کے حامل رہنماؤں نے ان عظیم معرکوں میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے خطوط پر کیوں کام کیا ؟

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے اپنی ساری علمی فکری دینی و سیاسی محنتوں کا مرکز حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو ہی ٹھہرایا ہے۔ آپ کے یہ الفاظ جس گہری عقیدت و محبت کے مظہر ہیں اسے دیکھئے۔

ونقول بہ قال بہ شیخ شیوخنا ومقدم جماعتنا مولانا الامام الشاہ ولی اللہ الدھلوی قدس اللہ

(فتح الملہم شرح مسلم جلد ا ص۱۰۸)

ہم مولانا وحیدالدین خان صاحب سے درخواست کریں گے کہ اپنے اسلاف کے خلاف اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ بیانات سے اجتناب کریں تو یہ ان کے حق میں بھی بہتر ہوگا۔ آسمان پر تھو کا جائے تو تھوک آسمان پر نہیں خود اپنے منہ پر ہی آتا ہے۔ اس امت کی فلاح و صلاح اسی میں ہے کہ اپنے اکابرین سے وابستہ رہے اور ان کے نقش عمل پر قیادت و سیاست کا رخ موڑا جائے نہ یہ کہ اپنے اسلاف

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۴ پر)

محفوظ قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنّت

بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجنیئرنگ میں کمالِ فن
- جدید ٹیکنالوجی
- مستعد خدمات
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

4 / 88 PID - Islamabad

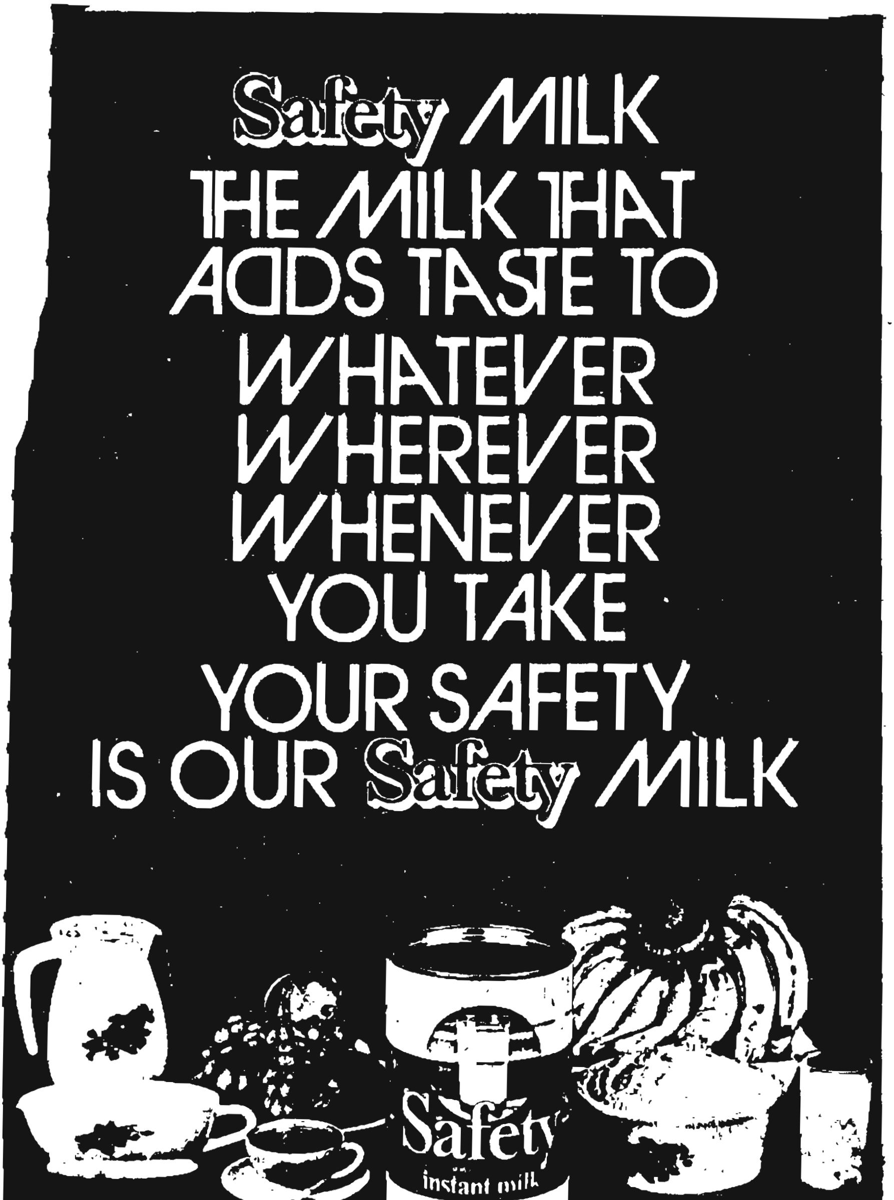
Safety MILK
THE MILK THAT
ADDS TASTE TO
WHATEVER
WHEREVER
WHENEVER
YOU TAKE
YOUR SAFETY
IS OUR Safety MILK
Safety
instant milk